کیا زکوٰۃ کی رقم سے فقیروں کی سکول کی فیس یا جرمانہ براہِ راست دیا جا سکتا ہے؟

شیخ سلیمان بن سلیم اللہ الرحیلی حفظہ اللہ سے پوچھا گیا:

سوال: کیا فقیروں کی سکول کی فیس یا ہسپتال کا بل یا جرمانہ زکوٰۃ کی رقم سے دی جا سکتی ہے؟ کیونکہ بعض لوگ زکوٰۃ کے پیسے تو لے لیتے ہیں مگر اس سے فیس ادا نہیں کرتے۔ تو کیا براہِ راست دینا (ان کی طرف سے) جائز ہے؟

جواب: سب سے پہلی بات۔ کیا جرمانے کی رقم اور سکول کی فیس وغیرہ فقیروں کو دینا جائز ہے؟

رہا جرمانہ تو یہ دو قسم کے ہیں۔ پہلی قسم کہ یہ کسی جرم کے مقابلے میں ہو۔ ایسے جرمانے جرم کرنے والوں کو زکوٰۃ کی رقم سے نہیں دئے جائیں گے الا یہ کہ ان کی توبہ کے بارے میں علم ہو جائے۔ تو جب اس بات کا علم ہو جائے کہ اس شخص نے اس جرم سے توبہ کر لیا ہے، بلکہ یہ بہتر نہیں ہے کہ اسے زکوٰۃ کے علاوہ کسی اور رقم سے دیا جائے کیونکہ اس پر احسان کرنا اسے اس جرم پر حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ یہ شخص جرم کرے گا پھر اس پر جرمانہ آئے گا، پھر کوئی احسان کرنے والا شخص آئے گا اور اس کی طرف سے جرمانے کی رقم ادا کر دے گا۔ تو اس احسان کا نتیجہ اور فساد بھی ہو سکتا ہے۔

دوسری حالت کہ اس جرمانے کی وجہ کوئی جرم نہیں ہے بلکہ ایسی مخالفت ہے جو کسی نظام کی مخالفت کرنے کی وجہ سے ہے جیسے ٹریفیک کے نظام کی مخالفت کرنا وغیرہ جسے اصل میں جرم نہیں مانا جاتا۔ تو اس حالت میں فقیر کو اس جرمانے کی ادائیگی کے لئے زکوٰۃ کی رقم میں سے دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر وہ اس کے ادا کرنے سے عاجز ہے۔ سکول کی فیس دو قسم کی ہیں۔ پہلی قسم کہ یہ فیس ضروری ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو اس کے بغیر تعلیم دے سکے۔ تو اس کے لئے زکوٰۃ کی رقم دینا جائز ہے کیونکہ یہ انسان کی اصلی حاجت ہے۔ دوسری حالت: کہ ایسی فیس لازمی نہیں ہے۔ (اس طرح سے کہ) یا تو وہ (بچوں کو) سرکاری سکول میں پڑھا سکتا ہے، لیکن وہ پرائیویٹ سکول میں پڑھانا چاہتا ہے یا پرائیویٹ سکول موجود ہیں جہاں مطلوبہ چیزیں دستیاب ہیں دس ہزار

میں مگر وہ چاہتا ہے کہ وہ بچوں کو انٹرنیشنل سکول میں پچاس ہزار میں تعلیم دلائے۔ یہ جو زائد مقدار ہے وہ زکوٰۃ کی رقم میں سے نہیں دیا جائے گا۔

سوال ہے: کیا میں براہِ راست اسے اس کی طرف سے ملک کو (کو جرمانہ) یا مدرسہ کو (فیس کے طور پر) ادا کر سکتا ہوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ اس کی اجازت سے ہے تو ہاں (اس میں کوئی حرج نہیں)۔ (مثلاً) وہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے اوپر فلاں فلاں ادا کرنا ہے۔ تو آپ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ میں تمہاری طرف سے زکوٰۃ کی رقم میں سے ادا کر دیتا ہوں۔ وہ کہتا ہے: ٹھیک ہے۔ (اب) اس نے تمہیں اجازت دے دی۔ تو ہاں یہ جائز ہے۔ تم مدرسہ جاؤ اور پوچھو کتنی فیس ہے۔ اور یہ فیس ہے زکوٰۃ میں سے۔ کیونکہ تم نے اس رقم کو اس کی ملکیت میں دے دی اور اس نے تمہیں اجازت دے دی۔ تو اب تم اس کی طرف سے وکیل ہو جرمانہ یا فیس ادا کرنے میں۔ لیکن اگر وہ تمہیں اس کی اجازت نہیں دیتا اور نہ ہی اس کی اجازت ہے بلکہ تم براہِ راست اسے ادا کر دیتے ہو تو اہلِ علم کے راجح قول کے مطابق زکوٰۃ کے لئے یہ جائز نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ لینا اور دینا ہے: مالدار سے لیا جاتا ہے اور فقیر کو دیا جاتا ہے[1]۔ اور اس مالدار کے لئے جائز نہیں کہ وہ خود اپنے آپ کو فقیر کا وصی بنالے، بلکہ فقیر کو زکوٰۃ ادا کرے اور اس کا معاملہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد کر دے

(مصدر: شیخ سلیمان الرحیلی حفظہ اللہ کا لیکچر بعنوان: الحقوق فی القرآن، چوتھا درس)

ترجمہ: ابو مریم اعجاز احمد

---

[1] جیسا کہ حدیث میں زکوٰۃ کے بارے میں ہے: تؤخذ من أغنيائهم و تُرد على فقرائهم (ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور ان کے فقراء میں لوٹا دیا جائے گا) (صحیح بخاری: ۱۳۹۵)۔ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا کسی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ زکوٰۃ کی رقم نہ دے کر اس کے بدلے کپڑا وغیرہ (خرید کر) دے دے؟ شیخ کا جواب تھا: نہیں، یہ جائز نہیں ہے۔ (دیکھئے: فتاویٰ أركان الإسلام، (فتاوی الزكاة: سوال ۳۶۵))